اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاہور ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس تنویر احمد خان پر مشتمل ایک رکنی ٹربیونل نے شانتی نگر کے سانحہ (٦ فروری ١٩٩٧ء) کی تحقیقات کا آغاز کر دیا ہے۔ امید ہے کہ سانحہ کے اسباب اور واقعات کے تمام گوشے سامنے آ جائیں گے اور ٹربیونل کی رپورٹ نہ صرف ایسے افسوس ناک واقعات کے سدِ باب میں معاون ثابت ہوگی، بلکہ شانتی نگر کو "ماتم نگر" بنانے کے ذمہ دار عناصر اپنے کیے کی سزا سے نہ بچ سکیں گے۔

اس سانحے کی رپورٹنگ میں جہاں غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے اسلام اور پاکستان کو بد نام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، وہیں وطنِ عزیز کے سیکولر - لبرل طبقے نے ماضی و حال کے اُن قائدین کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے جو پاکستان کی حکومت و سیاست کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے خواہش مند ہیں۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے شانتی نگر کے سانحہ کو مقامی تناظر سے الگ تھلگ کر کے اس طرح پیش کیا ہے کہ اِس کے ڈانڈے عالمی "اسلامی بنیاد پرستی" سے جا ملتے ہیں، اور مقامی سیکولر طبقے کے نزدیک یہ سب کیا دھرا اسلامی جذباتیت کا نتیجہ ہے۔ آخر الذکر طبقے نے اِس صورتِ حال کا ذمہ دار مذہبی طبقہ کو گردانا ہے۔

یہ امر از حد خوش آئند ہے کہ شانتی نگر کے حادثے پر اسلامی تنظیموں کے رہنماؤں کا ردِ عمل اتنا بروقت اور صحیح تھا کہ مسیحی برادری نے اِس کی تحسین کی ہے۔ پندرہ روزہ "شاداب" (لاہور) کے الفاظ میں "قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی، جن کے نظریات سے اختلاف ممکن ہے، لیکن اُن کا اس موقع پر بروقت بیان حق و انصاف کی بات کرنے والوں کے لیے حوصلہ افزائی کا باعث بنا۔ اس کے ساتھ ہی مولانا اجمل قادری اور بعد ازاں مرکزی تنظیم المشائخ کے صدر صاحبزادہ فیض القادری اور دیگر علمائے حق کے بیانات اور اِس سلسلے میں [اُن کی] مساعی قابل تحسین ہے، اور سب سے بڑھ کر خطیب شاہی مسجد مولانا ڈاکٹر عبد القادر آزاد کا اس سانحے کے حوالے سے کردار اور انداز بذات خود ہر عالمِ دین کے لیے قابلِ تقلید ہے۔ ان علماء اور ان کے رفقائے کار نے جِس دل جمعی اور خلوصِ قلب کے ساتھ اس سانحہ کے عوامل و عواقب اور علائم و علائق کی تفتیش و تحقیق کر کے مسیحیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا ہے، اِس سے مسیحیوں کی قدرے تالیف قلب ہوئی ہے۔" (اشاعت ١٦ تا ٢٨ فروری ١٩٩٧ء، ص ٣)

مذکورہ حادثے کے نتیجے میں جنم لینے والی تنظیم "مسلم - مسیحی اتحاد" کے رہنماؤں نے واضح کیا

ہے کہ "سانحہ شانتی نگر کے پسِ پردہ پاکستان دشمن ہاتھ کار فرما تھے جن کا مقصد پورے ملک میں مسلم - مسیحی تنازعہ کی آگ بھڑکانا، مسئلہ کشمیر سے دُنیا کی توجہ ہٹانا اور پاکستانی ملّت کو دہشت گرد کے طور پر پیش کرنا اور عالمی سطح پر پاکستان کے مفادات کو نقصان پہنچانا تھا، لیکن مسلم علماء اور مسیحی پادریوں کی بروقت مداخلت کے باعث اس فتنے کو ابتداء ہی میں کچل دیا گیا، اور اب شانتی نگر ایک بار پھر حقیقی معنوں میں امن و شانتی کا مرکز بن گیا ہے۔"

مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا کہ "شانتی نگر کے قریب ایک مسجد میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی اطلاع پھیلا کر مسلمانوں میں احتجاج کی کیفیت پیدا کی گئی۔ ہزاروں مسلمانوں کے جلوس نکلے، لیکن تخریب کار اُن سے الگ تھے جن کے پاس ایسا بارود اور دھماکہ خیز مواد تھا کہ فولادی دیواریں بھی پگھل گئیں۔" (روز نامہ "نوائے وقت"، راولپنڈی، ۲۶ فروری ۱۹۹۷ء)

دعا ہے کہ "مسلم - مسیحی اتحاد" میں جو علمائے دین اور مسیحی پادری یک جا ہوئے ہیں، ان کے درمیان مستقل رابطے رہیں، ایک دوسرے کا نقطۂ نظر سُنیں اور انسان کے بنائے ہوئے قوانین کے بجائے انسان کے لیے اُس کے خالق کے تجویز کردہ ضابطۂ حیات کو برسرِ عمل لانے میں ممد و معاون ثابت ہوں۔ ماضی میں مسیحی مذہبی رہنماؤں نے وطنِ عزیز کے بعض جدید تعلیم یافتہ اور سیکولر - لبرل تصوّرِ حیات کے داعی افراد کے ساتھ مل کر مسلم - مسیحی اتحاد و تعاون کی باتیں کیں، برائے نام "مکالمے" کا آغاز کیا، مگر ان روابط اور مکالمے سے چنداں سود مند نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ ہم نے انہی کالموں میں بارہا اِس طرف توجہ دلائی ہے کہ مسیحی مذہبی رہنماؤں اور مسلم عوام کے حقیقی دینی رہنماؤں کے درمیان روابط اور مکالمہ ہی مسائل کے حل کا ضامن ہے۔